شاہ بلیغ الدین

یومِ عید

ہجرت کے دوسرے سال بدر کی شاندار فتح سے حضورِ اکرم ﷺ لوٹے تو اس سے کوئی آٹھ دن بعد عید الفطر آئی۔ رمضان کے روزے اسی سال شعبان میں فرض ہوئے تھے۔ یہ مسلمانوں کے لیے خاص مسرت کا موقع تھا۔ کئی باتیں تھیں جن کی خوشیاں اکٹھی ہوگئی تھیں اور پھر مسلمانوں کی یہ پہلی عید تھی۔ اس سے پہلے مسلمانوں کے پاس اجتماعی خوشی کے اظہار کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے عید کا اہتمام فرمایا اور اس دن اپنا بہترین لباس زیب تن فرمایا۔ محدثین اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ ﷺ غسل کرتے اور جو اچھا لباس موجود ہوتا، پہنتے تھے۔ عید کے دن خود اچھا لباس پہننا اپنے متعلقین کو اچھا لباس پہنانا مستحب ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ...... جناب رسالت مآب ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر عید گاہ جاتے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کھجور سے افطار فرما کر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے، کھجوریں ہمیشہ طاق عدد میں یعنی ۳ یا ۵ یا ۷ کھاتے۔

ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عید کی نماز کے لیے حضور اکرم ﷺ پیدل تشریف لے جاتے، جس راستے سے تشریف لے جاتے، اس سے واپس نہ ہوتے، دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ اس کا ایک مقصد تو یہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں کو چہل پہل کا نظارہ زیادہ سے زیادہ کافروں کے سامنے آئے تاکہ اُن پر مومنین کی اجتماعی شان اور قوت کا اثر پڑ سکے۔ دوسرے یہ کہ اس طرح راستہ بدلنے سے دونوں راستوں کے مکینوں کو سلام کرنے کا موقع نکل آتا۔

بخاری میں حضرت براءؓ بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نمازِ عید کے لیے حضور اکرم ﷺ بقیع کی طرف تشریف لے جاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جس میدان میں، عید کی نماز پڑھی جاتی، وہ جنت البقیع کے قریب ہی تھی۔ زاد المعاد میں ہے، عید گاہ مدینے کے مشرقی سرے پر تھی۔ حکم ہے عید کی نماز عید گاہ میں پڑھو۔ محلے کی مسجد میں نہیں۔ کمزوروں اور ضعیفوں کو اپنی محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ حضور اکرم ﷺ جب نمازِ عید کے لیے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو ایک جلوس کی شکل سی بن جاتی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ کے آگے آگے ہوتے۔ ان کے ہاتھوں میں وہ نیزہ ہوتا جو شاہ حبشہ اصحمہ نے رسولِ مقبول ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

رمضان کے روزوں کے بعد ہر مرد و عورت اور بچے بڑے پر فطرہ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تو صدقۂ فطر کو فرض قرار دیتے ہیں۔ بیوی بچوں کے فطرے کی ادائی سرپرست یا ولی خاندان کے ذمے ہے۔ اگر بیوی بچے کماتے ہیں تو پھر یہ ان کا اپنا ذمہ ہے اگر عید کے روز فطرہ ادا نہ کرسکیں تو اس کے بعد جب موقع ملے فطرہ ادا کرنا چاہیے۔ دینے میں اگر دیر ہوجائے تو اس سے فطرہ ساقط نہیں ہوجاتا کیونکہ یہ واجب ہے۔ کئی آدمیوں کا فطرہ ایک شخص کو اور ایک فطرہ ایک سے زیادہ آدمیوں کو

بھی دیا جاسکتا ہے۔صدقۂ فطر کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے یا غلہ بھی دیا جاسکتا ہے۔قحط کے زمانے میں غلہ دینا بہتر ہے۔غلّے میں عام طور پر سوا دو سیر گیہوں فی کس دیا جاتا ہے۔اگر کوئی اس سے زائد دے تو اس کی طرف سے صدقہ ہوجائے گا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لیے عید گاہ میں داخل ہوتے تو اُسے اس مقام پر گاڑ دیتے جہاں سے حضور اکرم ﷺ نمازِ عید کی امامت فرمانے والے ہوتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید کے موقع پر پہلے رسالت پناہ ﷺ نماز پڑھاتے پھر خطبہ دیتے۔ابن عمر اور ابن جریج رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ خطبے میں آپ ﷺ کثرت سے تکبیر کہتے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید گاہ آتے جاتے تو......اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہٰ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کا ورد کرتے رہتے۔عید الفطر میں اگر آہستہ آہستہ تکبیر کہتے ہوئے بھی جائیں تو مضائقہ نہیں۔لیکن عید الاضحیٰ میں تکبیر زور سے کہنی چاہیے۔جس طرح جمعہ کا خطبہ سننا واجب ہے‘اسی طرح عید کے خطبے کے وقت بھی سلام وکلام کی اجازت نہیں۔

عورتیں اگر عید گاہ میں جائیں تو نماز میں شریک ہوسکتی ہیں۔رسول خدا ﷺ کے زمانے میں صحابیات عید گاہ جاتی تھیں۔ویسے اکیلے میں عورتیں گھر پر نمازِ عید نہیں پڑھ سکتیں۔

عید کی نمازِ عید سے پہلے‘عید کی نماز کے بعد کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ہاں گھر لوٹ کر کوئی اور نماز پڑھی جاسکتی ہے لیکن عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے گھر پر بھی کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا۔نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ہاں کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہوجائیں تو پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے پہلے دن نمازِ عید نہ پڑھی جاسکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن بھی پڑھی جاسکتی ہے۔عید الاضحیٰ کے لیے بارہویں تاریخ تک وقت ہے۔عذر کئی طرح کے ہوسکتے ہیں جیسے بارش کی شدت،امام کا نہ ملنا،تاریخ کے بارے میں شک۔ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے رسالت مآب ﷺ نے مسجد میں نمازِ عید ادا فرمائی تھی۔کتنے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ عید میں سویاں نہ پکیں تو عید ہی نہیں ہوتی۔یہ غلط بات ہے۔ایسا کوئی شرعی حکم نہیں۔یہ جو بعض لوگ تاویل کرتے ہیں کہ عید الفطر کے موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے سویاں پکائی تھیں‘محض گھڑی ہوئی بات ہے۔تاریخ سے اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔

عید کے موقع پر عیدی دینا بھی ایک رسم ہے جو ہم نے اپنے اوپر مسلط کرلی ہے۔بالخصوص شادی کے بعد پہلی عید پر سلامی دینا تو بعض خاندانوں میں فریضہ سمجھا جاتا ہے۔یہ سب چاؤ چوچلے کی باتیں ہیں۔شرع سے ثابت نہیں اگر کسی کو اللہ نے دیا ہے تو وہ جی کھول کے دے لیکن صرف ناک اونچی رکھنے کی خاطر جو ایسا کرتے ہیں‘غلطی کرتے ہیں۔سچ پوچھئے تو عیدی انہیں دینا چاہیے جو امداد کے مستحق ہیں۔